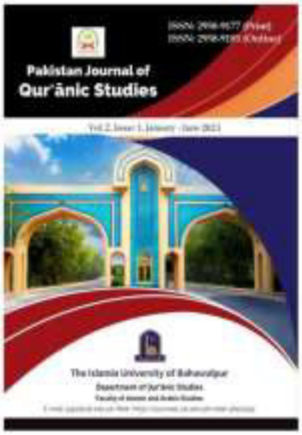

Pakistan Journal of Qur'ānic Studies

ISSN Print: 2958-9177, ISSN Online: 2958-9185

Vol: 2, Issue: 1, January – June 2023, Page No. 23-54

Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs

Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/issue/view/141

Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/1605

DOI: https://doi.org/10.52461/pjqs.v2i1.1605

Publisher: Department of Qur'ānic Studies, the Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

---

Title **Comparison of Caliphs, Kings, Rulers and Chiefs of Tribes mentioned in the Holy Quran with the contemporary government systems**

Author (s): **Muhammad Tahir Akbar**
Represantative, Daily Baithak, Multan.
Email: 786tiens@gmail.com

Received on: 28 January, 2023
Accepted on: 20 June, 2023
Published on: 30 June, 2023

Citation: M. T. Tair, Muhammad Tahir Akbar. 2023. “Comparison of Caliphs, Kings, Rulers and Chiefs of Tribes Mentioned in the Holy Quran With the Contemporary Government Systems”. Pakistan Journal of Qur’ānic Studies 2 (1):23-54. https://doi.org/10.52461/pjqs.v2i1.1605.

Publisher: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

All Rights Reserved © 2023 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

قرآن کریم میں مذکور خلفاء، ملوک، الملاء اور اولی الامر کا عہد حاضر کی حکومتوں سے تقابلی مطالعہ

Comparison of Caliphs, Kings, Rulers and Chiefs of Tribes mentioned in the Holy Quran with the contemporary government systems

Muhammad Tahir Akbar
Represantative, Daily Baithak, Multan
Email: 786tiens@gmail.com

Abstract

All rulers, kings and chiefs of different tribes are not the same, there are good and bad among them. When the government is in the hands of good people, peace and order is established and the people are happy, and when it is in the hands of bad people, it causes destruction and corruption in the country. Many rulers, kings and chiefs of tribes have been mentioned in the Holy Quran. In this article we will see how good and bad rulers influence society. Nowadays, while in a large part of the world, the people choose their rulers through their votes, the choice of good rulers is very important for the whole country. The common people and especially the educated people should know the importance and necessity of this and should always try to elect good rulers. In this article, the kings and rulers mentioned in the Holy Quran have been compared with the contemporary governments. Nowadays, although the divine claims of the rulers are not visible because the people of the world are against dictatorship, but in reality, since the formation of the United Nations after the Second World War, five powerful countries are playing the role of dictators in the whole world. They are so powerful that they can give constitutional protection to oppression and dictatorship for years and decades by using the right of veto in the United Nations which consists of one hundred and ninety-three (193) countries.

Key Words: Quran, Rulers, Kings, Chiefs of tribes, United Nations, dictatorship.

موضوع کا تعارف

تمام حکمران، بادشاہ اور مختلف قبائل کے سردار ایک جیسے نہیں ہوتے، ان میں اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی ہوتے ہیں۔ بادشاہت یا سرداری جب اچھے لوگوں کے پاس ہوتی ہے تو تعمیر و اصلاح فی الارض کا ذریعہ بنتی ہے اور جب بروں کے ہاتھوں میں ہوتی ہے تو تباہی و بربادی اور فساد فی الارض کا سبب بنتی ہے۔ قرآن کریم میں بھی بہت سے حکمرانوں، بادشاہوں

اور سرداروں کا تذکرہ ہوا ہے۔ زیر نظر مضمون میں ہم دیکھیں گے کہ اچھے اور برے حکمران کس طرح معاشرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ نیز یہ کہ عصر حاضر میں جبکہ دنیا کے ایک بڑے حصہ میں عوام الناس اپنے ووٹوں کے ذریعہ سے حکمرانوں کا انتخاب کرتے ہیں تو اچھے حکمرانوں کا انتخاب پوری مملکت کے لئے کتنا اہم ہوتا ہے۔ عوام الناس اور خاص طور پر پڑھے لکھے افراد کو اس بات کی اہمیت اور ضرورت کو جاننا چاہئیے اور ہمیشہ اچھے حکمرانوں کے انتخاب کی کاوش کرنی چاہیے۔ نیز قدیم دور کی حکومتوں اور عصر حاضر کے نظام ہائے حکومت کے مابین تقابلی جائزہ بھی پیش کیا گیا ہے۔

خلیفہ، ملک، الملاء، اولی الامر اور مطلق العنان بادشاہ کی تعریفات

قرآن کریم میں بادشاہوں، حکمرانوں اور سرداروں کے لئے خلیفہ، ملک، الملاء اور اولی الامر کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ذیل میں ان کی مثالیں دی گئی ہیں تاکہ ان الفاظ کو سمجھنا ممکن ہو سکے۔

خلیفہ کی تعریف اور مثالیں۔

خلیفہ سے مراد "نائب" ہے۔ نائب اپنے مالک کے اختیارات استعمال کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً[1]

اور جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ ”میں زمین میں ایک خلیفہ (نائب) بنانے والا ہوں“۔

يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ[2]

اے داوٗد! ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے، لہذا لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ حکومت کر۔

مَلک کی تعریف اور مثالیں

ملک عربی زبان کا لفظ ہے جس کا ترجمہ بادشاہ کیا جاتا ہے اور بلاشبہ حقیقی بادشاہ تو اللہ رب العالمین ہی ہے، البتہ اس کائنات کا حقیقی بادشاہ اللہ رب العالمین جسے چاہتے ہیں مُلک (بادشاہت) عطا فرما دیتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے:

فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ[3]۔ پس بالا و برتر ہے اللہ، بادشاہ حقیقی۔

---

[1]۔ البقرۃ 2: 30۔

[2]۔ ص 38: 26۔

[3]۔ طٰہٰ 20: 114؛ المومنون 23: 116۔

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکُ الْمُلک تُوتِی الْمُلکَ مَن تَشاءُ وَ تَنزِعُ الْمُلکَ مِمن تَشاء، وَتُعزُّ مَن تَشاءُ وَ تُذلُّ مَن تَشاء، بِیَدِکَ الخیر، اِنکَ علٰی کُل شئ قَدِیر[4]

کہو! خدایا! ملک کے مالک تو جسے چاہے حکومت دے اور جسے چاہے، چھین لے، جسے چاہے عزت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے، بھلائی تیرے اختیار میں ہے۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے خود بادشاہی کے لئے یوں دعا مانگی:

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي[5]

اے پروردگار میری مغفرت کر اور مجھ کو ایسی بادشاہی عطا کر جو میرے بعد کسی کو شایان نہ ہو۔

الملاء کی تعریف اور مثالیں

الملاء سے مراد چند سردار ہیں۔ قرآن کریم کی سورۃ اعراف میں حضرت نوح علیہ السلام کے دور کے سردار ان سے اس طرح مخاطب ہوتے ہیں:

قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ[6]

اس کی قوم کے سرداروں نے جواب دیا "ہم کو تو یہ نظر آتا ہے کہ تم صریح گمراہی میں مبتلا ہو۔

قرآن کریم میں حضرت صالح علیہ السلام کے دور کے سرداروں کا ذکر اس طرح کیا گیا:

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُرْسَلٌ مِنْ رَبِّهِ[7]

اس کی قوم کے سرداروں نے جو بڑے بنے ہوئے تھے، کمزور طبقہ کے ان لوگوں سے جو ایمان لے آئے تھے کہا "کیا تم واقعی یہ جانتے ہو کہ صالح (علیہ السلام) اپنے رب کا پیغمبر ہے؟

اولی الامر کے معانی اور مثالیں

---

[4] ۔ آل عمران 26:3۔

[5] ۔ ص 35:38۔

[6] ۔ الاعراف 60:7۔

[7] ۔ الاعراف 75:7۔

اولی الامر کا معانی ہے کہ وہ لوگ جن کا حکم مانا جاتا ہو یعنی حاکم، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ[8]

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں۔

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ[9]

یہ لوگ جہاں کوئی اطمینان بخش یا خوفناک خبر سن لیتے ہیں اسے لے کر پھیلا دیتے ہیں، حالانکہ اگر یہ اسے رسول اور اپنی جماعت کے اولی الامر اصحاب تک پہنچائیں تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آجائے جو ان کے درمیان اس بات کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ اس سے صحیح نتیجہ اخذ کر سکیں۔

مطلق العنان بادشاہت یا ڈکٹیٹر شپ کے معانی اور مثالیں

خلافت، نیابت یا اچھی بادشاہت کے متضاد یا مخالف مطلق العنان بادشاہت یا ڈکٹیٹر شپ ہے۔ اسلام میں مطلق العنان بادشاہت کی مذمت کی گئی ہے۔ اس طرح کی حکمرانی میں حکمران یا بادشاہ کسی ضابطے یا قاعدے کا پابند نہیں ہوتا، نہ تو وہ اللہ تعالیٰ کی نیابت و خلافت کو قائم کرنے کا دعویٰ دار ہوتا ہے اور نہ ہی وہ قانون و انصاف کے ضابطوں کا پابند ہوتا ہے۔ قدیم دور کے فرعون و نمرود اور بیسویں صدی کے ہٹلر و مسولینی اس کی مثالیں ہیں۔

قرآن کریم میں اچھے بادشاہوں، حکمرانوں اور خلفاء کا تذکرہ

قرآن کریم میں دو طرح کے حکمرانوں اور بادشاہوں کا تذکرہ آیا ہے۔ ایک وہ جو اچھے حکمران تھے جنھوں نے ملک میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے اختیارات بطور امانت استعمال کیے اور حقیقی بادشاہ، اللہ تعالیٰ کو ہی سمجھا جبکہ دوسرے وہ جنھوں نے مطلق العنان بادشاہت یا حکمرانی کی۔ ذیل میں قرآن میں مذکور اچھے بادشاہوں، حکمرانوں اور خلفاء کا تذکرہ ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کا بطور خلیفہ و حکمران، تذکرہ

حضرت آدم علیہ السلام پہلے انسان تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ بنایا قرآن کریم میں ہے:

---

[8]۔ النساء 4:59۔

[9]۔ النساء 4:83۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ[10]

پھر ذرا اس وقت کا تصور کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں، انہوں نے عرض کیا! کیا آپ زمین میں کسی ایسے کو مقرر کرنے والے ہیں جو اس کے انتظام کو بگاڑ دے گا اور خونریزیاں کرے گا؟ اور ہم آپ کی حمد و ثناء کے ساتھ تسبیح اور آپ کی تقدیس تو ہم کر ہی رہے ہیں، فرمایا میں جانتا ہوں جو کچھ تم نہیں جانتے۔

سلسلہ خلافت و نیابت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر خاتم الانبیاء ﷺ تک ایک ہی انداز میں چلتا رہا یہاں تک کہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ اس زمین پر اللہ تعالیٰ کے آخری خلیفہ ہو کر بہت ہی اہم خصوصیات کے ساتھ تشریف لائے۔ یوں قیامت تک نبی کریم ﷺ کی خلافت اور اسلام کا شورائی نظام قائم ہے[11]۔

حضرت شیث علیہ السلام بطور زمین کے حکمران

حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کا ذکر اگرچہ قرآن کریم میں نہیں ہے لیکن سابق صحف سماویہ کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کے بعد حضرت شیث علیہ السلام کو زمین کی حکمرانی اور خلافت عطا ہوئی۔ عہد نامہ قدیم، کتاب پیدائش کے باب 4 کی آیت 25 بھی آپ سے متعلق ہے۔

حضرت یعقوب و حضرت یوسف علیہما السلام کے دور میں مصر کے حکمران کا تذکرہ

سورہ یوسف میں ایک اچھے بادشاہ (ملک) کا تذکرہ، ان الفاظ میں ہوا:

وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَى سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعَ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِنْ كُنْتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُونَ[12]

---

[10]۔ البقرۃ 2:30۔

[11]۔ مفتی محمد شفیع، مولانا، معارف القرآن (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، ۲۰۰۸ء)، ۱:۸۲

[12]۔ یوسف 12:43۔

ایک روز بادشاہ نے کہا! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور اناج کی سات بالیں ہری ہیں اور دوسری سات سوکھی۔ اے اہل دربار، مجھے اس خواب کی تعبیر بتاو، اگر تم سچے ہو۔

قرآن کریم میں بیان کردہ اس احسن القصص کی تفصیل سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بادشاہ (عزیز مصر) نہایت نیک دل اور اپنی رعایا کا خیر خواہ تھا تب ہی اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی رعایا کی خیر خواہی کے لئے ملک کے خزانوں کا نگران اور ملک کا نہایت اہم عہدیدار بنایا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا بطور حکمران واولی الامر (عزیز مصر)، تذکرہ

سورہ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کا نہایت تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اور اس قصے کو احسن القصص کہا گیا جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کی تعلیم و تربیت، صبر، برداشت، معاملہ فہمی، زہد و تقویٰ، خداترسی، حسن سلوک، بطور حکمران بہترین طرز حکمرانی اور دیگر خصوصیات کو نہایت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ سورہ یوسف میں ہے:

رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ[13]

اے میرے رب! تو نے مجھے حکومت بخشی اور مجھ کو باتوں کی تہ تک پہنچنا سکھایا۔

اسی طرح شاہی ملازمین نے حضرت یوسف علیہ السلام کے پیمانے کے بارے میں کہا:

قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ[14]

انہوں نے کہا بادشاہ کا پیمانہ ہمیں نہیں ملتا۔

حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کا بطور اولی الامر تذکرہ

حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام حقیقی بھائی تھے۔ آپ اللہ کے ایسے برگزیدہ بندے تھے جنہوں نے اللہ کی مدد کے ساتھ بغیر کسی فوج کے اس وقت کی دنیا کی سب سے بڑی سپر پاور فرعون رعمسیس دوم کی حکومت اور افواج کو ہر میدان میں اور ہر طرح سے شکست فاش دی۔ قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر آپ دونوں کا ذکر اور تعریف موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اولوالعزم رسولوں میں سے ہیں۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام نے حضرت یعقوب علیہ

---

[13] ۔ یوسف 43:12۔

[14] ۔ یوسف 72:12۔

السلام کی اولاد (بنی اسرائیل) کو غلامی سے نجات دلائی۔ آپ علیہا السلام ان کے نجات دہندہ تھے اور اولی الامر تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی حکمرانی عطا فرمائی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیر موجودگی میں حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نائب کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیتے اور اپنی قوم کو اصلاح فرماتے رہتے۔ سورہ اعراف آیت نمبر ۱۴۲ میں ہے کہ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو تیس شب و روز کے لئے (کوہ سینا پر) طلب کیا اور بعد میں دس دن کا اور اضافہ کر دیا، اس طرح اس کے رب کی مقرر کردہ مدت پورے چالیس دن ہو گئی، موسیٰ (علیہ السلام) نے چلتے ہوئے اپنے بھائی ہارون (علیہ السلام) سے کہا کہ میرے پیچھے تم میری قوم میں میری جانشینی کرنا اور ٹھیک کام کرتے رہنا اور بگاڑ پیدا کرنے والوں کے طریقے پر نہ چلنا۔

سورہ اعراف، آیت ۱۳۶، ۱۳۷ کی تفسیر میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں! تب ہم نے ان (فرعون کی قوم) سے انتقام لیا اور انہیں سمندر میں غرق کر دیا کیونکہ انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا تھا اور ان سے بے پروا ہو گئے تھے۔ اور ان کی جگہ ہم نے ان لوگوں (بنی اسرائیل) کو جو کمزور بنا رکھے گئے تھے۔ اس سرزمین کے مشرق و مغرب کا وارث بنا دیا جسے ہم نے برکتوں سے مالا مال کیا تھا۔ اس طرح بنی اسرائیل کے حق میں تیرے رب کا وعدہ پورا ہوا کیونکہ انہوں نے صبر سے کام لیا تھا اور فرعون اور اس کی قوم کا وہ سب کچھ برباد کر دیا گیا جو وہ بناتے اور چڑھاتے تھے۔

وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا سَأُرِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ[15]

اس کے بعد ہم نے موسیٰ کو ہر شعبہ زندگی کے متعلق نصیحت اور ہر پہلو کے متعلق واضح ہدایت تختیوں پر لکھ کر دے دی اور اس سے کہا! ان ہدایات کو مضبوط ہاتھوں سے سنبھال اور اپنی قوم کو حکم دے کہ ان کے بہتر مفہوم کی پیروی کریں، عنقریب میں تمہیں فاسقوں کے گھر دکھاؤں گا۔

حضرت طالوت کا کا بطور بادشاہ تذکرہ

اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے کافر بادشاہ جالوت کے لشکر سے مقابلہ کرنے کے لئے حضرت طالوت کو بنی اسرائیل کا بادشاہ بنایا گیا۔ قرآن کریم میں ہے:

[15]۔ الاعراف 145:7۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَى وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ[16]۔

اس کے ساتھ ان کے نبی نے ان کو یہ بھی بتایا کہ خدا کی طرف سے اس کے بادشاہ مقرر ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کے عہد میں وہ صندوق تمہیں واپس مل جائے گا، جس میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لئے سکون قلب کا سامان ہے، جس میں آل موسیٰ و آل ہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں، اور جس کو اس وقت فرشتے سنبھالے ہوئے ہیں، اگر تم مومن ہو، تو یہ تمہارے لئے بہت بڑی نشانی ہے۔

سورہ بقرہ آیت ۲۴۶ تا ۲۵۱ میں یہ واقعہ اس طرح بیان ہوا ہے کہ پھر تم نے اس معاملے پر بھی غور کیا، جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد سرداران بنی اسرائیل کو پیش آیا تھا؟ انہوں نے اپنے نبی سے کہا ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دو تا کہ ہم اللہ کی راہ میں جنگ کریں۔ ان کے نبی نے ان سے کہا کہ اللہ نے طالوت کو تمہارے لئے بادشاہ مقرر کیا ہے، یہ سن کر وہ بولے! ہم پر بادشاہ بننے کا وہ کیسے حقدار ہو گیا؟ اس کے مقابلے میں بادشاہی کے ہم زیادہ مستحق ہیں وہ تو کوئی بڑا مال دار آدمی نہیں ہے۔

نبی نے جواب دیا! اللہ نے تمہارے مقابلے یں اسی کو منتخب کیا ہے اور اس کو دماغی و جسمانی دونوں قسم کی اہلیتیں فراوانی کے ساتھ عطا فرمائی ہیں اور اللہ کو اختیار ہے کہ اپنا ملک جسے چاہے دے، اللہ بڑی وسعت رکھتا ہے اور سب کچھ اس کے علم میں ہے۔ اس کے ساتھ ان کے نبی نے ان کو یہ بھی بتایا کہ خدا کی طرف سے اس کے بادشاہ مقرر ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کے عہد میں وہ صندوق تمہیں واپس مل جائے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لئے سکون قلب کا سامان ہے۔ جس میں آل موسیٰ اور آل ہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں اور جس کو اس وقت فرشتے سنبھالے ہوئے ہیں اگر تم مومن ہو، تو یہ تمہارے لئے بہت بڑی نشانی ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا بطور رسول اللہ، خلیفۃ الارض اور بادشاہ، تذکرہ

[16] ۔ البقرۃ2:248۔

قرآن کریم میں حضرت داؤد علیہ السلام کا بطور ایک متقی، بہادر، طاقتور، علم والے، صاحب کتاب رسول او بطور بادشاہ تذکرہ ہوا ہے۔ آپ حضرت طالوت کے لشکر کے ان متقی افراد میں شامل تھے جنہوں نے اپنے اولی الامر (بادشاہ) حضرت طالوت کے احکامات پر پوری طرح سے عمل کیا تھا۔ قرآن کریم میں ہے:

فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ وَقَتَلَ دَاوُودُ جَالُوتَ وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ[17]

آخر کار اللہ کے اذن سے انہوں (حضرت طالوت کے لشکر نے) نے کافروں کو مار بھگایا اور داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا اور اللہ نے اسے سلطنت اور حکمت سے نوازا اور جن چیزوں کا چاہا، اس کو علم دیا۔

وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ[18]

ہم نے اس (حضرت داؤد علیہ السلام) کی سلطنت مضبوط کر دی، اس کو حکمت عطا کی اور فیصلہ کن بات کہنے کی صلاحیت بخشی۔

يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ[19]۔

اے داؤد! ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے، لہذا تو لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ حکومت کر اور خواہش نفس کی پیروی نہ کر کہ وہ تجھے اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹکتے ہیں یقینا ان کے لئے سخت سزا ہے کہ وہ یوم الحساب کو بھول گئے۔

فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُودَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ وَكُنَّا فَاعِلِينَ[20]

[17] ۔ البقرۃ2:251۔

[18] ۔ ص38:20۔

[19] ۔ ص38:26۔

[20] ۔ الانبیاء21:79۔

اس وقت ہم نے صحیح فیصلہ سلیمان (علیہ السلام) کو سمجھا دیا، حالانکہ علم ہم نے ان دونوں ہی کو عطا کیا تھا، داؤد (علیہ السلام) کے ساتھ ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کر دیا تھا جو تسبیح کرتے تھے، اس فعل کے کرنے والے ہم ہی تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا بطور نبی اور عظیم الشان بادشاہ، تذکرہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کو عظم الشان اور بے مثال بادشاہی عطا ہونا قرآن کریم میں ہے:

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ[21]۔

اور (سلیمان نے) کہا!

اے میرے رب، مجھے معاف کر دے اور مجھے ایسی بادشاہی دے جو میرے بعد کسی کے لئے سزاوار نہ ہو۔

بے شک تو ہی اصل داتا ہے۔ (اور اللہ نے ان کی یہ دعا قبول فرمالی)۔

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ[22]۔

تب ہم نے اس کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا جو اس کے حکم سے نرمی سے چلتی تھی، جدھر وہ چاہتا تھا۔

وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ- وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ[23]

اور شیاطین (شریر جنات) کو مسخر کر دیا، ہر طرح کے معمار اور غوطہ خور اور دوسرے جو پابند سلاسل تھے۔

مسلمان خاتون ملکہ سباء (بلقیس) کا تذکرہ

ایک طاقتور ملک کی سربراہ ملکہ سبا تھی جو لوگ سورج کی پوجا کرتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے مسلمان ہونے کی دعوت دی دوسری صورت میں اس کی سلطنت پر حملے کی نوید دی۔ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہوئی اور اسلام قبول کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سباء کی اس کے ملک پر سربراہی کو برقرار رکھا۔ سورہ نمل میں ملکہ

---

[21]۔ ص35:38۔

[22]۔ ص36:38۔

[23]۔ ص37:38،38۔

سبا کا مفصل تذکرہ ہے جس کے مطابق حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے خط لکھا اور اسلام کی دعوت دی اور جب وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچی تو اس کے آنے سے پہلے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کا تخت کتاب کا علم رکھنے والے کے ذریعہ منگوالیا اور ملکہ جب حاضر ہوئی تو اس سے کہا گیا کہ تیرا تخت ایسا ہی ہے؟ وہ کہنے لگی! یہ تو گویا وہی ہے۔ ہم تو پہلے ہی جان گئے تھے اور ہم نے سر اطاعت جھکا دیا تھا (ہم مسلم ہو چکے تھے)۔ اس کو (ایمان لانے سے) جس چیز نے روک رکھا تھا وہ ان معبودوں کی عبادت تھی جنہیں وہ اللہ کے سوا پوجتی تھی، کیونکہ وہ ایک کافر قوم سے تھی۔ پھر اس سے کہا گیا کہ محل میں داخل ہو۔ اس نے جو دیکھا تو سمجھی کہ پانی کا حوض ہے اور اترنے کے لئے اس نے اپنے پائنچے اٹھالئے۔ سلیمان نے کہا! یہ شیشے کا چکنا فرش ہے۔ اس پر وہ پکار اٹھی! اے میرے رب! (آج تک) میں نے اپنے نفس پر بڑا ظلم کیا، اور اب میں نے سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی اطاعت قبول کر لی۔

حضرت ذوالقرنین کا بطور بادشاہ تذکرہ

روایات میں بہت سے بادشاہوں کو ذوالقرنین بتایا گیا ہے لیکن مولانا ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا مفتی محمد شفیع اور قصص القرآن کے مصنف مولانا حفظ الرحمن نے جس بادشادہ کو ذوالقرنین کے زیادہ مشابہہ بتایا ہے وہ حضرت دانیال علیہ السلام کے ہم عصر بادشاہ خورس (ذوالقرنین) ہیں۔ قرآن کریم میں ہے!

إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا[24]

ہم نے اس کو زمین میں اقتدار عطا کر رکھا تھا اور اسے ہر قسم کے اسباب و وسائل بخشے تھے۔

حضرت ذوالقرنین کے عدل و انصاف اور اچھے حکمران ہونے کے حوالہ سے قرآن کریم کی گواہی:

قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَى رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا نُكْرًا[25]

اس (حضرت ذوالقرنین) نے کہا! جو ان میں سے ظلم کرے گا، ہم اس کو سزا دیں گے، پھر وہ اپنے رب کی طرف پلٹایا جائے گا اور وہ اسے اور زیادہ سخت عذاب دے گا۔

حضرت محمد ﷺ کا بطور اولی الامر اور حکمران تذکرہ

---

[24]۔ الکھف 84:18۔

[25]۔ الکھف 87:18۔

ہر مسلمان کے لئے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبر داری نہایت ضروری ہے۔ اس کے بغیر کوئی بھی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ[26]

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں۔

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ[27]

یہ لوگ جہاں کوئی اطمینان بخش یا خوفناک خبر سن لیتے ہیں اسے لے کر پھیلا دیتے ہیں، حالانکہ اگر یہ اسے رسول اور اپنی جماعت کے اولی الامر اصحاب تک پہنچائیں تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آجائے جو ان کے درمیان اس بات کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ اس سے صحیح نتیجہ اخذ کر سکیں۔

احادیث مبارکہ میں بھی اولی الامر کی اطاعت کا خاص طور پر حکم دیا گیا، یہاں تک کہ رسول کریم ﷺ نے امیر کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا اور نافرمانی کو اپنی نافرمانی پر محمول کیا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے امیر کی نافرمانی کی تو اس نے میری نافرمانی کی[28]۔

ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں! بیعت ایک طرح سے ایک عمرانی معاہدہ ہوتا ہے جو حاکم اور رعایا کے مابین کیا جاتا ہے۔ مسلمان رسول اللہ ﷺ کے ہر عمل کی پیروی کرتے تھے چاہے عمل کا تعلق مذہب یا عقیدے سے ہوتا یا اخلاقیات سے یا سماجی رویہ سے۔ مکہ میں "ریاست در ریاست" کی جو صورت بن چکی تھی جس کے سربراہ رسول اللہ ﷺ تھے ہر لحاظ سے ایک ریاست ہی تھی سوائے اس کے کہ اس کے پاس کوئی علاقہ نہ تھا تاہم مکمل آزادی تھی۔ حکمران اور رعایا میں ایک قلبی نوعیت کا رشتہ بھی

[26]۔ النساء4:59۔

[27]۔ النساء4:83۔

[28]۔ محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاحکام، باب قول اللہ تعالیٰ: اطیعو اللہ واطیعوا الرسول، رقم الحدیث: 7137۔

استوار ہو چکا تھا۔ ریاست کے لئے علیحدہ قوانین بھی زیر تشکیل تھے۔ تیرہ برس کی طویل اور شبانہ روز جدوجہد کے بعد آخر کار رسول اللہ ﷺ کو مدینہ ہجرت کرنا پڑی جہاں کم از کم بارہ قبائل نے آپ ﷺ کی پکار پر لبیک کہا۔ آپ ﷺ نے ہر قبیلہ کا ایک نقیب مقرر کر دیا اور ان کے اوپر ایک نقیب النقباء کا بھی تقرر فرمایا۔

مملکت کے لئے دنیا کا پہلا تحریری دستور

مدینہ تشریف آوری کے بعد آپ ﷺ نے تمام لوگوں کا ایک اجلاس بلوایا جس میں مسلمانوں کے علاوہ تمام یہودی، عیسائی اور بت پرست عرب بھی شریک ہوئے اور ان کے سامنے تجاویز رکھیں کہ اندرون ملک نظم و نسق اور امن و امان کی فضا قائم کی جائے اور بیرونی حملہ آوروں کے خلاف دفاع کا ایک باضابطہ نظام قائم کیا جائے۔ اسے قبول کرنے والوں نے ایک دستاویز تیار کی جس میں حکمران اور عام لوگوں کے حقوق و فرائض کا باقاعدہ تعین کیا۔ یہ دستاویز مکمل شکل میں ہم تک پہنچی ہے اور یہ دنیا میں پہلے "تحریری ریاستی آئین" کی دستاویز ہے جو کسی حکمران نے پیش کیا جس میں سیاسی زندگی کے تمام تقاضوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اس میں خود مختاری اور آزادی، آبادی کے مختلف طبقات کے لئے مذہبی آزادی، نظام انصاف، سماجی تحفظ، دفاع، سفارت کاری، قانون سازی سمیت تمام معاملات شامل کئے گئے ہیں۔ غیر مسلم رعایا کو نہ صرف ذاتی معاملات میں آزادی حاصل تھی بلکہ انصاف، قانون اور قانون سازی کے معاملے میں بھی خود مختار تھے۔

قریبا تیس لاکھ مربع کلومیٹر پر قیام امن اور بہترین طرز حکمرانی

حضور ﷺ نے مختلف دستاویزات تیار کرائیں۔ اپنے معاصر فرمانرواؤں کو خطوط تحریر فرمائے۔ ان تبلیغی اورر دعوتی خطوط کے علاوہ حضور ﷺ نے انتظامی معاملات کے بارے میں بھی اپنے لوگوں اور کارندوں کو خطوط تحریر فرمائے۔ ریاست مدینہ کے دفاع کے لئے رسول اللہ ﷺ نے بہت سے اقدامات اور جنگیں کی۔ غزوات میں رسول اللہ ﷺ نے بذات خود افواج کی کمان کی۔ اس کے علاوہ آپ نے بہت سے صحابہ کرامؓ کو افواج کی کمان سونپی۔ انتہائی مختصر عرصہ میں تیس لاکھ مربع کلومیٹر کے قریب رقبے پر امن و امان قائم کرنا اور ایک خونخوار اور مختلف عصبیتوں کا شکار قوم کو تاریخ کی عظیم ترین اور مہذب ترین قوم بنا دینا رسول اللہ ﷺ کا اعجاز ہے۔

قرآن میں مذکور غیر مسلم حکمرانوں، سرداروں اور مطلق العنان بادشاہوں کا تذکرہ

قرآن کریم میں جہاں اچھے حکمرانوں، خلفاء اور بادشاہوں کا تذکرہ موجود ہے، وہاں غیر مسلم حکمرانوں، سرداروں اور مطلق العنان بادشاہوں کا بھی تفصیلی تذکرہ موجود ہے جو ذیل میں ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے دور کے سرداروں کا تذکرہ

قرآن کریم میں ان جابر سرداروں کا تذکرہ کیا گیا ہے اور حضرت نوح علیہ السلام سے ہونے ہونے والے کئی مکالمے موجود ہیں۔

لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ - قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ - قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلَالَةٌ وَلَكِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ- أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنْصَحُ لَكُمْ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ- أَوَعَجِبْتُمْ أَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَلَى رَجُلٍ مِنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ- فَكَذَّبُوهُ فَأَنْجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا عَمِينَ- وَإِلَى عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ- قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ[29]۔

اور یقیناً ہم نے نوح علیہ السلام کو کو بھیجا ان کی قوم کی طرف (انہوں نے فرمایا) بے شک میں تمہارے لئے واضح طور پر خبر دار کرنے والا ہوں کہ تم صرف اللہ کی عبادت کرو، بے شک میں تم پر ڈرتا ہوں ایک دردناک دن کے عذاب سے تو قوم کے سردار جنہوں نے کفر کیا کہنے لگے! ہم تمہیں اپنے ہی جیسا انسان دیکھتے ہیں اور ہم تمہاری پیروی کرتے ہوئے دیکھتے ہیں ان ہی لوگوں کو جو ہم میں سے حقیر ہیں (جو) بے سوچے سمجھے (پیروی کرتے ہیں) اور ہم تمہارے لئے اپنے اور کوئی فضیلت نہیں دیکھتے بلکہ ہم تم سب کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔

قوم عاد یا ارم کے سرداروں اور شداد کا تذکرہ

حضرت ہود علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے حضرت سام کی نسل سے تھے۔ آپ علیہ السلام کی قوم کا نام قوم عاد تھا جس کا آغاز طوفان نوح علیہ السلام میں بچ جانے والے لوگوں سے ہوا تھا۔ یہ قوم ساحل سمندر پر ریت کے ٹیلوں والے علاقہ "احقاف" میں آباد تھی۔ اللہ نے انہیں لمبے چوڑے جسم دیئے، بہت مال اور اولاد دی۔ وہ لمبے لمبے ستونوں والے محل بناتے تھے جس کی وجہ سے انہیں "قوم ارم" بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی بجائے تکبر کیا اور کہنے لگے

[29]۔ الاعراف 7:59۔66۔

کہ ہم سے بڑھ کر قوت والا کون ہو گا؟ یہ لوگ ایک اللہ کی عبادت کرنے والے تے لیکن رفتہ رفتہ شرک میں مبتلا ہو کر بتوں کی پوجا کرنے لگے۔ اس قوم کے سرداروں نے حضرت ہود علیہ السلام کو جھٹلایا اور آخر کار عذاب کا شکار ہوئے۔ قرآن کریم میں ہے:

وَإِلَى عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ- قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ- قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَكِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ-أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ- أَوَعَجِبْتُمْ أَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَلَى رَجُلٍ مِنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَسْطَةً فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ- قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ[30]

اور (ہم نے بھیجا) قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود علیہ السلام کو انہوں نے فرمایا! اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو کیا تم نہیں ڈرتے؟ ان کی قوم کے سردار جنہوں نے کفر کیا کہنے لگے، یقینا ہم تمہیں نادانی میں دیکھتے ہیں اور یقینا ہم تمہیں جھوٹوں میں سے سمجھتے ہیں۔ ہود (علیہ السلام) نے فرمایا! اے میری قوم، مجھ میں کوئی نادانی نہیں ہے لیکن میں رسول ہوں تمام جہانوں کے رب کی طرف سے۔ میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور میں تمہارے لئے امانت دار خیر خواہ ہوں۔ کیا تم نے (اس بات پر) تعجب کیا کہ تمہارے پاس نصیحت آئی تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک آدمی پر تا کہ وہ تمہیں (عذاب سے) خبردار کرے اور یاد کرو جب (اللہ نے) تمہیں جانشین بنایا نوح (علیہ السلام) کو قوم کے بعد اور تمہیں جسمانی اعتبار سے کشادگی عطا فرما کر خوب بڑھا دیا، پس اللہ کی نعمتیں یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ (قوم کے سرداروں نے) کہا! کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم ایک ہی اللہ کی عبادت کریں اور ہم انہیں چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے؟ پس تم ہم پر (وہ عذاب) لے آؤ جس کا تم ہم سے وعدہ کرتے ہو، اگر تم سچوں میں سے ہو۔

[30]۔ الاعراف7:65۔70۔

سورۃ الفجر آیت نمبر ے میں ہے کہ ہود علیہ السلام نے اپنی قوم لئے بد دعا کی کہ اے اللہ تو ان پر اپنا عذاب بھیج دے۔ اس دعا کے بعد عاد پر خوشگور ہوا چلائی گئی اور بادلوں کو وادی میں بھیج دیا گیا عاد یہ دیکھ کر خوش ہونے لگے کہ یہ بادل ان پر پانی برسائیں گے لیکن جب بادل ان کے قریب پہنچ گئے تو انہوں نے دیکھا کہ ہوا اونٹوں اور انسانوں کو لے کر زمین اور آسمان کے گرد چکر لگا رہی ہے یہ دیکھتے ہی عاد کے سب لوگ جلدی جلدی اپنے گھروں میں گھس گئے لیکن آندھی نے ان کو وہاں بھی ہلاک کر دیا اور گھروں سے باہر نکال پھینکا۔ یہ عذاب ان پر سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل مسلط رہا اور عاد جو لمبے قد والے اور انتہائی طاقتور لوگ تھے ہوا نے انہیں کھوکھلے تنے کی مانند گرا دیا۔

قوم ثمود کا شجرہ نسب

امام ثعلبی کے نزدیک ثمود کے جد اعلیٰ کا شجرہ نسب اس طرح ہے۔ ثمود بن عاد بن عوص بن ارم بن سارم بن نوح علیہ السلام۔

یہ قوم عاد ہی تھی جو اللہ کی نافرمانی کے نتیجے میں ہلاک ہوئی، ان میں حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے پیروکار عذاب سے محفوظ رہے اور وہ ہجرت کر کے حجاز اور شام کے درمیانی علاقے حجر میں آباد ہوگئے اور قوم ثمود کہلائے۔ قوم ثمود کا آغاز قوم عاد کے ان لوگوں سے ہوا جو حضرت ہود علیہ السلام پر ایمان لائے تھے اور جنہیں اللہ نے آندھی کے عذاب سے بچا لیا تھا۔ قوم ثمود کو ”عاد ثانی“ بھی کہتے ہیں۔ یہ قبیلہ حجاز اور شام کے درمیان ایک علاقہ الحجر میں آکر آباد ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے یہ لوگ ”اصحاب الحجر“ بھی کہلائے۔ یہ جگہ آج بھی ”الحجر“ کے نام سے موجود ہے۔ اسے ”مدائن صالح علیہ السلام“ بھی کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے!

وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ هَذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ- وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِنْ سُهُولِهَا قُصُورًا وَتَنْحِتُونَ الْجِبَالَ بُيُوتًا فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ- قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُرْسَلٌ مِنْ رَبِّهِ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ- قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ- فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يَا صَالِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ

الْمُرْسَلِينَ - فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ- فَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلَكِنْ لَا تُحِبُّونَ النَّاصِحِينَ[31]

اور (ہم نے بھیجا قوم) ثمود کی طرف، ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو، انہوں نے فرمایا! اے میری قوم تم اللہ کی عبادت کرو، تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، یقیناً تمہارے پاس آگئی تمہارے رب کی طرف سے واضح دلیل یہ اللہ کی اونٹنی ہے (جو) تمہارے لئے ایک نشانی ہے، پس تم اسے چھوڑ دو (تاکہ) وہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے اور اسے برائی (کے ارادہ) سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ تمہیں دردناک عذاب آپکڑے گا۔ اور تم یاد کرو جب اس نے تمہیں جانشین بنایا (قوم) عاد کے بعد اور اس نے تمہیں زمین میں ٹھکانا عطا فرمایا تم اس کی نرم مٹی سے محلات بناتے ہو اور تم پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے ہو، پس تم اللہ کی نعمتیں یاد کرو اور تم زمین میں فساد کرنے والے بن کر نہ پھرو۔ ان کی قوم کے سردار جنہوں نے تکبر کیا کہنے لگے، ان لوگوں سے جو کمزر سمجھے جاتے تھے جو ان مین سے ایمان لے آئے تھے، کیا تم لوگ جانتے ہو کہ واقعی صالح اپنے رب کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں؟ (حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لانے والوں نے) کہا! یقیناً جسے دے کر انہین بھیجا گیا ہے ہم اس چیز پر ایمان لانے والے ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے تکبر کیا کہنے لگے، بے شک جس چیز پر تم ایمان لائے ہو ہم اس کا انکار کرنے والے ہیں۔ پھر انہوں نے اونٹنی کی ٹانگوں کو کاٹ ڈالا اور اپنے رب کی حکم سے سرکشی کی اور انہوں نے کہا، اے صالح! ہم پر (وہ عذاب) لے آؤ جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو، اگر تم رسولوں میں سے ہو۔ پس ان لوگوں کو زلزلہ نے پکڑ لیا تو وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے ہوئے رہ گئے۔ پس (صالح علیہ السلام نے) ان لوگوں کی طرف سے منہ پھیرا اور فرمایا! اے میری قوم، یقیناً میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا تھا اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی تھی لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے۔

خدائی دعویٰ کرنے والے نمرود کا تذکرہ

طبری نے نمرود کا شجرہ نسب اس طرح بیان کیا ہے کہ نمرود بن کنعان بن کوش بن سام بن نوح۔ تفہیم القرآن میں مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں کہ نمرود حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وطن (عراق) کا بادشاہ تھا۔ نمرود کا دعوائے خدائی اس قسم کا تھا کہ وہ

---

[31] ۔الاعراف 7:73۔79۔

اللہ تعالیٰ کے وجود کا منکر نہ تھا۔ اس کا دعویٰ یہ نہیں تھا کہ زمین و آسمان کا خالق اور کائنات کا مدبر وہ خود ہے۔ اس کا کہنا یہ نہیں تھا کہ اسباب عالم کے پورے سلسلے پر اسی کی حکومت چل رہی ہے بلکہ اسے دعویٰ اس امر کا تھا کہ اس ملک عراق کا اور اس کے باشندوں کا حاکم مطلق میں ہوں، میری زبان قانون ہے، میرے اوپر کوئی بالاتر اقتدار نہیں ہے جس کے سامنے میں جواب دہ ہوں اور عراق کا ہر وہ باشندہ باغی و غدار ہے جو اس حیثیت سے مجھے اپنا رب نے ماننے یا میرے سوا کسی اور کو رب تسلیم کرے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ[32]

کیا تم نے اس شخص کے حال پر غور نہیں کیا، جس نے ابراہیم سے جھگڑا کیا تھا؟ جھگڑا اس بات پر کہ ابراہیم (علیہ السلام) کا رب کون ہے، اور اس بنا پر کہ اس شخص کو اللہ نے حکومت دے رکھی تھی۔ جب ابراہیم نے کہا کہ میرا رب وہ ہے جس کے اختیار میں زندگی اور موت ہے، تو اس نے جواب دیا !زندگی اور موت میرے اختیار میں ہے۔ ابراہیم نے کہا! اچھا اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے، تو ذرا اسے مغرب سے نکال لا۔ یہ سن کر وہ منکر حق ششدر رہ گیا، مگر اللہ ظالموں کو راہ راست نہیں دکھایا کرتا۔

تفہیم القرآن میں تلمود کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اس کے بعد اس بادشاہ کے حکم سے حضرت ابراہیم قید کر دیئے گئے۔ دس روز تک وہ جیل میں رہے۔ پھر بادشاہ کی کونسل نے ان کو زندہ جلانے کا فیصلہ کیا اور ان کے آگ میں پھینکے جانے کا وہ واقعہ پیش آیا لیکن اللہ نے حضرت ابراہیم کے لئے آگ کو گلزار بنا دیا۔

آخر کار اللہ تعالیٰ نے ایک خاص مچھر کو نمرود پر مسلط کیا جو اس کی ناک کے ذریعے اس کے دماغ میں پہنچ گیا اور پھر جو شخص جتنے زیادہ جوتے مارتا نمرود کو اتنا ہی زیادہ اچھا لگتا اور یوں اللہ تعالیٰ نے نمرود کو ایک عرصہ ذلیل کیا اور آخر کار وہ مر گیا۔

اصحاب الایکہ اور اصحاب المدین کے سرداروں کا تذکرہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام مدین تھا جو آپ کی تیسری بیوی قطورا سے پیدا ہوا، اس لئے اصحاب الایکہ اور اصحاب المدین کو بنی قطورا بھی کہا گیا ہے۔ عربی میں ایکہ ان سرسبز و شاداب جھاڑیوں کو کہتے ہیں جو ہرے بھرے درختوں کی کثرت کی وجہ سے جنگلوں اور بنوں میں اگی رہتی ہیں۔ اس طرح اس قبیلہ کے جو لوگ ایکہ کے سرسبز علاقے میں رہتے تھے وہ

[32]۔ البقرۃ2:258۔

اصحاب الایکہ اور جو قریبی پہاڑیوں پر رہائش پذیر تھے اصحاب المدین کہلائے۔ دراصل یہ ایک ہی قبیلہ تھا جو نہایت سرسبز و شاداب علاقے میں آباد تھا۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا تعلق قبیلہ مدین سے تھا۔ ان کا زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام سے کچھ مدت بعد کا ہے۔ آپ علیہ السلام کی قوم بحیرہ احمر کے کنارے ملک اردن کے قریب مدین میں آباد تھی۔ یہ قوم شرک کے علاوہ دیگر جرائم بشمول ناپ تول میں کمی بیشی کرنے میں مبتلا تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مدین والوں کی اصلاح اور ان کو سیدھا راستہ دکھانے کے لئے انہی میں سے حضرت شعیب علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا۔ آپ علیہ السلام کی بعثت کے بعد یہ لوگ قوم شعیب کہلائے۔ حضرت شعیب قوم کو وعظ و نصیحت کے دوران انتہائی دلنشین انداز اختیار فرماتے تھے۔ اس لئے آپ کا لقب "خطیب الانبیاء" ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ- وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجًا وَاذْكُرُوا إِذْ كُنْتُمْ قَلِيلًا فَكَثَّرَكُمْ وَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ- وَإِنْ كَانَ طَائِفَةٌ مِنْكُمْ آمَنُوا بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ وَطَائِفَةٌ لَمْ يُؤْمِنُوا فَاصْبِرُوا حَتَّى يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ- قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ- قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُمْ بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللَّهُ مِنْهَا وَمَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَعُودَ فِيهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ- وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ- فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ- الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخَاسِرِينَ- فَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ آسَى عَلَى قَوْمٍ كَافِرِينَ[33]

[33]۔ الاعراف 7:85۔93۔

اور (ہم نے بھیجا) مدین (کے لوگوں) کی طرف ان کے بھائی شعیب (علیہ السلام) کو انہوں نے فرمایا! اے میری قوم، تم اللہ کی عبادت کرو، تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں یقینا تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح دلیل آچکی ہے۔ پس تم ناپ اور تول پورا کرو اور تم لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے نہ دیا کرو اور تم زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو تمہارے لئے یہی بہتر ہے اگر تم مومن ہو۔ اور تم ہر راستہ پر (اس ارادہ سے) مت بیٹھا کرو کہ تم اللہ کی راہ سے ڈراؤ اور روکو اس کو جو اس (اللہ) پر ایمان لایا اور (نہ اس ارادہ سے بیٹھو کہ) تم اس (راہ) میں ٹیڑھ تلاش کرو اور یاد کرو جب کہ تم تھوڑے تھے تو اس نے تمہیں (تعداد میں) بڑھا دیا اور دیکھو فساد کرنے والوں کا کیسا انجام ہوا۔ اور اگ تم میں سے ایک گروہ ایمان لائے اس پر جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں اور اگر ایک گروہ ایمان نہیں لائے تو صبر کرو یہاں تک کہ اللہ ہمارے درمیان فیصلہ فرمادے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔ ان کی قوم کے سردار جنہوں نے تکبر کیا کہنے لگے اے شعیب! ہم ضرور تمہیں نکال دیں گے اور جو تمہارے ساتھ ایمان لائے اپنی بستی سے یا تم ہمارے طریقہ پر پلٹ آؤ (شعیب علیہ السلام نے) فرمایا، اگرچہ ہم (تمہارے طریقہ سے) بیزار ہی ہوں۔ یقینا ہم نے اللہ جھوٹ باندھا اگر ہم تمہارے طریقہ پر لوٹ آئیں، اس کے بعد کہ اللہ نے ہمیں اس (شرک) سے نجات عطا فرمائی اور ہمارے لئے جائز نہیں کہ ہم اس (طریقہ) پر پلٹ آئیں سوائے یہ کہ اللہ چاہے جو ہمارا رب ہے اور ہمارے رب نے (اپنے) علم سے ہر شے کا احاطہ فرمالے اہے، ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا، اے ہمارے رب! فیصلہ فرمادے، ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ اور آپ سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والے ہیں۔ اور ان کی قوم کے سردار جنہوں نے کفر کیا کہنے لگے کہ اگر تم نے شعیب کی پیروی کی تو یقینا تم نقصن اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ پس انہیں زلزلہ نے آپکڑا تو وہ انے گھروں میں اوندھے منہ پڑے رہ گئے۔ وہ لوگ جنہوں نے شعیب (علیہ السلام) کو جھٹلایا (ایسے برباد ہوگئے) گویا کہ وہ ان میں بسے ہی نہ تھے وہ لوگ جنہوں نے شعیب (علیہ السلام) کو جھٹلایا وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے تھے۔ پھر (شعیب علیہ السلام نے) ان سے منہ پھیرا اور فرمایا، اے میری قوم! یقینا میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچا چکا اور میں نے تمہاری خیر خواہی چاہی تھی پھر میں کافر قوم پر کیوں غم کروں۔

فرعون رعمیسس دوم، اسکے بیٹے فرعون منفتاح اور وزراء ہامان و قارون کا تذکرہ

قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں دو فرعونوں کا تذکرہ ہوا ہے ایک وہ فرعون رعمیسس دوم جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کی اور دوسرا اس کا بیٹا فرعون منفتاح جس کے پاس آپ دعوت لے کر گئے اور وہ 1491 قبل مسیح میں غرق ہوا۔ رعمسیس دوم چونکہ بہت بوڑھا ہو چکا تھا لہٰذا اس نے اپنی زندگی میں ہی اپنے بڑے بیٹے مرنفتاح کو حکومت سونپ دی تھی اور طبعی موت مرا تھا۔ مرنفتاح ہی وہ فرعون ہے جس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام نے دعوت دی اور یہ مصر کی طاقتور حکومت کے حکمرانوں کا انیسواں (19) خاندان تھا۔ جو بہت طاقتور اور وسیع علاقے پر حکمران تھا۔ ہامان اور قارون اس کے خاص وزراء میں شامل تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اصلاح احوال اور بنی اسرائیل کی آزادی کے لئے اپنے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو ان کے پاس بھیجا اور بنی اسرائیل کو آزادی عطا کی جبکہ فرعون، ہامان، قارون اور اس کے پیروکاروں کو سزا دی فرعون اپنے آپ کو اپنی رعایا کا خدا سمجھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ وہی اپنی رعایا کے تمام امور کے مالک ہیں۔ وہ جو چاہیں احکامات دے سکتے ہیں۔ جس کو جو چاہیں سزا دے سکتے ہیں، غلام بنا سکتے ہیں، ان کا دعوائے خدائی دراصل انکی آمریت تھی:

وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مُوسَى بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا سَابِقِينَ[34]

اور قارون و فرعون و ہامان کو ہم نے ہلاک کیا۔ موسیٰ (علیہ السلام) ان کے پاس بینات لے کر آیا مگر انہوں نے زمین میں اپنی بڑائی کا زعم کیا حالانکہ وہ سبقت لے جانے والے نہ تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت خضر کے واقعہ میں ظالم بادشاہ کا تذکرہ

قرآن کریم میں حضرت موسیٰؑ و حضرت خضرؑ کے واقعے میں ایک ظالم بادشاہ کا بھی ذکر ہوا ہے جو لوگوں پر ظلم و ستم کرتا تھا اور خطرہ تھا کہ جس کشتی میں حضرت موسیٰؑ و حضرت خضرؑ سفر کر رہے تھے وہ بھی چھین لے۔

أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَاءَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا[35]

---

[34]۔ العنکبوت 29: 39۔

[35]۔ الکہف 18: 79۔

اس کشتی کا معاملہ یہ ہے کہ وہ چند غریب آدمیوں کی تھی جو دریا میں محنت مزدوری کرتے تھے، میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کردوں، کیونکہ آگے ایک ایسے بادشاہ کا علاقہ تھا جو ہر کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا۔

ایک ظالم اور کافر بادشاہ کا یہ مختصر تذکرہ ہے لیکن اس بارے میں مزید کوئی تفصیلات نہیں ملتیں کہ اس بادشاہ کی حکومت کہاں اور کس جگہ قائم تھی اور اسکی نوعیت کیا تھی۔

کافر بادشاہ جالوت کا تذکرہ

قرآن کریم میں اس کی تفصیل اس طرح دی گئی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جب بنی اسرائیل پر پے در پے مشکلات آئیں یہاں تک کہ ان سے وہ تابوت سکینہ بھی چھن گیا جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام اور دیگر انبیاء کے تبرکات تھے تو انہوں نے اپنے نبی سے کہا کہ ہم پر ایک بادشاہ مقرر کرو تاکہ ہم اس کے ساتھ مل کر قتال کریں اور اپنے لئے شہر فتح کریں۔ یوں ان کا مقابلہ حضرت طالوت علیہ السلام کی قیادت جالوت بادشاہ کے لشکر سے ہوا۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَإِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى إِذْ قَالُوا لِنَبِيٍّ لَهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوا قَالُوا وَمَا لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَأَبْنَائِنَا فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ[36]

کیا نہ دیکھا تو نے ایک جماعت بنی اسرائیل کو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد جب انہوں نے کہا اپنے نبی سے مقرر کرو ہمارے لئے ایک بادشاہ تاکہ ہم لڑیں اللہ کی راہ میں، پیغمبر نے کہا کیا تم سے بھی یہ توقع ہے کہ اگر حکم ہو لڑائی کا تو تم اس وقت نہ لڑو، وہ بولے! ہم کو کیا کہ ہم نہ لڑیں اللہ کی راہ میں اور ہم تو نکال دیئے گئے اپنے گھروں سے اور بیٹوں سے پھر جب حکم ہوا ان کو لڑائی کا تو وہ سب پھر گئے مگر تھوڑے سے ان میں، اور اللہ خوب جانتا ہے گنہگاروں کو۔

وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ- فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ وَقَتَلَ دَاوُودُ جَالُوتَ وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا

[36]۔ البقرۃ 2:246۔

يَشَاءُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ[37]

اور جب وہ (حضرت طالوت کی قیادت میں مسلمان مجاہد) جالوت (ظالم بادشاہ) کے لشکروں کے مقابلہ پر نکلے تو انہوں نے دعا کی، اے ہمارے رب! ہم پر صبر کا فیضان کر، ہمارے قدم جمادے اور اس کافر گروہ پر ہمیں فتح نصیب کر۔

اصحاب کہف کے ادوار میں ظالم بادشاہ کا تذکرہ

اصحاب کہف کے واقعے میں بھی ایک ظالم بادشاہ کا تذکرہ ہوا جس کے خوف سے اصحاب کہف نے ایک غار میں پناہ لی تھی۔ قرآن کریم میں ہے!

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا - إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا[38]۔

کیا تم سمجھتے ہو کہ غار اور کتبے والے ہماری کوئی بڑی عجیب نشانیوں میں سے تھے؟ جب وچند نوجوان غار میں پناہ گزیں ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اے پروردگار! ہم کو اپنی رحمت خاص سے نواز اور ہمارا معاملہ درست کردے۔

اس آیت کی تفسیر میں مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں کہ قرآن میں اس قصہ کی کوئی تاریخی اور جغرافیائی حیثیت بیان نہیں کی گئی کیونکہ بیان مقصود میں اس کا کوئی خاص عمل دخل نہیں، مثلاً یہ قصہ کس زمانے میں، کس شہر میں اور کس بستی میں پیش آیا۔ جس کافر بادشاہ سے بھاگ کر ان لوگوں نے غار میں پناہ لی تھی وہ کون تھا، اس کے کیا عقائد وخیالات تھے، اور اس بادشاہ نے ان لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جس سے یہ بھاگنے اور غار میں چھپنے پر مجبور ہوگئے۔

اصحاب الاخدود کے ظالم بادشاہ کا تذکرہ

---

[37]۔ البقرۃ2:250۔251۔

[38]۔ الکھف18:9۔10۔

اصحاب الاخدود کے حوالہ سے بہت سے ادوار اور بادشاہوں کا تذکرہ ملتا ہے جس سے مفسرین نے یہ نتائج اخذ کئے ہیں کہ شاید تاریخ میں اس طرح کے واقعات ایک سے زائد مرتبہ ہوئے ہیں۔ اس حوالہ سے اہم تاریخی حقائق مولانا مودودیؒ نے بیان کئے ہیں جو ذیل میں موجود ہیں۔

قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ - النَّارِ ذَاتِ الْوَقُودِ - إِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ - وَهُمْ عَلَى مَا يَفْعَلُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ شُهُودٌ - وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ[39]

کہ مارے گئے گڑھے والے۔ (اس گڑھے والے) جس میں خوب بھڑکتے ہوئے ایندھن کی آگ تھی۔ جبکہ وہ اس گڑھے کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے۔ اور جو کچھ وہ ایمان لانے والوں کے ساتھ کر رہے تھے اسے دیکھ رہے تھے۔ اور ان اہل ایمان سے ان کی دشمنی اس کے سوا کسی وجہ سے نہ تھی کہ وہ اس خدا پر ایمان لے آئے تھے جو زبردست اور اپنی ذات میں محمود ہے۔

مولانا مودودی ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں! گڑھے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے بڑے بڑے گڑھوں میں آگ بھڑکا کر ایمان لانے والے لوگوں کو ان میں پھینکا اور اپنی آنکھوں سے ان کے جلنے کا تماشا دیکھا تھا۔ مارے گئے کا مطلب یہ ہے وہ ان پر خدا کی لعنت پڑی اور وہ عذاب الٰہی کے مستحق ہو گئے۔

گڑھوں میں آگ بھڑکا کر ایمان والوں کو اس میں ڈال کر تماشا دیکھنے کے متعدد واقعات احادیث اور تاریخ میں ذکر ہوئے ہیں اور اس آیت میں صراحت نہیں ہے کہ یہ اشارہ کس خاص واقعہ کی طرف ہے۔ مورخین نے اس حوالہ سے ایک بڑا واقعہ یمن کے حوالہ سے بیان کیا ہے جس کی تفصیلات کا دیگر ذرائع سے بھی پتہ چلتا ہے۔

اصحاب الفیل کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنایا جانے والا پہلا گھر خانہ کعبہ ہے۔ چھٹی صدی عیسوی میں حبشہ کے بادشاہ نے یمن میں ”ابرہہ الاشرم“ کو اپنا گورنر مقرر کیا۔ ابرہہ نے یمن کے علاقہ ”صنعاء“ میں ایک نہایت خوب صورت اور بڑا گرجا گھر بنایا جس کو بنانے کا مقصد یہ تھا کہ لوگ خانہ کعبہ کی بجائے اس کے گرجا گھر میں عبادت کے لئے آیا کریں۔

---

[39] ۔ البروج 85:4۔8۔

رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کے سال میں ابرہہ نے ایک بڑی فوج جمع کی اور طاقتور ہاتھی بھی اپنے ساتھ لئے اور (معاذ اللہ) خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے مکہ کی طرف آیا اور خانہ کعبہ پر حملہ کیا لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے حرم کو محفوظ رکھا اور ابرہہ کا لشکر برباد ہو گیا۔ سورہ الفیل میں اس واقعہ کا ذکر ہوا:

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ- أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ- وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ- تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِنْ سِجِّيلٍ- فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَأْكُولٍ[40]

(اے نبی ﷺ) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ کیا س نے ان کی چال کو بے کار نہیں کر دیا۔ اور اس نے ان پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے۔ جو ان کو کنکر کی پتھریاں مارتے تھے۔ تو (اللہ نے) انہیں کھائے ہوئے بھوسہ کی طرح کر دیا۔

عصر حاضر کے نظام ہائے حکومت

عصر حاضر میں دنیا بھر کے ایک سو ترانوے (۱۹۳) ممالک اقوام متحدہ کے رکن ہیں۔ جن میں بہت سے نظام حکومت موجود ہیں۔ عصر حاضر میں زیادہ تر نظام ہائے حکومت کی بحث ذیل میں دی جا رہی ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام Capitalism

سرمایہ دارانہ نظام کی رو سے ذاتی منافع کے لئے اور ذاتی دولت و جائیداد و پیداواری وسائل رکھنے میں ہر شخص آزاد ہے۔ حکومت کی طرف سے اس پر کوئی پابندی نہیں ہونی چاہئیے۔ اٹھارہویں صدی میں سرمایہ دارانہ نظام کا نظریہ ایڈم سمتھ (م ۱۷۹۰ء) نے پیش کیا۔ تاہم دنیا میں کسی بھی جگہ سرمایہ دارانہ نظام مکمل طور پر نافذ نہیں ہو سکتا کیونکہ حکومت کو کسی نہ کسی طرح لوگوں کے کاروبار میں مداخلت کرنا پڑتی ہے۔ عصر حاضر میں امریکہ، برطانیہ، فرانس، اٹلی وغیرہ سرمایہ دارانہ نظام کے علمبردار ہیں۔

اشتراکیت و اشتمالیت یا سوشلزم، کمیونزم، مارکسزم Communism

سوشلزم، کمیونزم، مارکسزم یا اشتراکیت قدیم معاشی اور معاشرتی نظریات ہیں۔ یہ تمام نظریات ایک دوسرے سے مختلف ہونے کے باوجود بنیادی طور پر ایک ہی فلسفہ رکھتے ہیں۔ جسے معلوم انسانی تاریخ میں سب سے پہلے یونانی مفکر افلاطون نے بیان کیا۔ اس کے خیال میں کسی بھی ریاست میں موجود وسائل پر تمام شہریوں کا یکساں حق ہے لہذا حکومت کا فرض ہے کہ ریاست کا

---

[40]۔ الفیل 105:1۔5۔

کوئی شہری امیر یا غریب نہ ہو۔ اسی فلسفے کو ایرانی فلسفی مزدک (م ۵۲۹ء) نے بھی بیان کیا جسے قدیم ایران میں کافی مقبولیت بھی ملی۔ انیسویں صدی میں صنعتی انقلاب اور سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف ایک ماہر معاشیات کارل مارکس (م ۱۸۸۳ء) کے پیش کردہ نظریہ کو یورپ اور روس کے مزدور و غریب طبقہ میں کافی پذیرائی حاصل ہوئی، اس حوالہ سے ان کی کتاب داس کیپیٹل کو مقبولیت عام ملی۔

اس طرح پوری دنیا میں استحصالی نظاموں خاص طور پر سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف نعرے لگنے لگے بہت جلد سوویت یونین، کوریا اور چین میں نظریہ اشتراکیت سے ملتے جلتے نظاموں کو مقبولیت عام ملی۔ ایسا لگ رہا تھا کہ شاید یہ نظام بہت جلد پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا لیکن 1992ء میں سوویت یونین کے انہدام سے نظریہ اشتراکیت کا پھیلاؤ ختم ہوا بلکہ روس میں بھی جمہوریت کا قیام عمل میں آیا۔ دنیا میں اس وقت بھی ترقی یافتہ ممالک میں چین اور کوریا سوشلزم کے علم بردار ہیں لیکن وہاں بھی یہ نظام اپنی اصل حالت میں لاگو نہیں ہے۔ دیکھا جائے تو عصر حاضر میں کوئی ملک بھی ایسا نہیں ہے جہاں یہ نظام ہائے حکومت اپنی اصل شکل میں نافذ ہو۔

جمہوریت یا ڈیموکریسی Democracy

جمہوریت ایک طرز حکومت ہے جسے آسان الفاظ میں عوام کی حکومت کہا جاسکتا ہے۔ آمریت کے برخلاف اس طرز حکمرانی میں تمام فیصلے عوامی نمائندے کرتے ہیں۔ جمہوریت کی دو بڑی قسمیں ہیں بلاواسطہ جمہوریت اور بالواسطہ جمہوریت۔ بلاواسطہ جمہوریت میں قوم کی مرضی کا اظہار براہ راست افراد کی رائے سے ہوتا ہے۔ اس قسم کی جمہوریت صرف ایسی جگہ قائم ہو سکتی ہے جہاں ریاست کا رقبہ بہت محدود ہو اور ریاست کے عوام کا یکجا جمع ہو کر غور و فکر کرنا ممکن ہو۔ اس طرز کی جمہوریت قدیم یونان کی شہری مملکتوں میں موجود تھی اور موجودہ دور میں یہ طرز جمہوریت سوئٹزرلینڈ کے چند شہروں اور امریکا میں نیو انگلینڈ کی چند بلدیات تک محدود ہے۔ عوام الناس کو دھوکہ دینے اور دنیا بھر میں اپنے نظریات لاگو کرنے کے لئے بھی جمہوریت کا لبادہ اوڑھا جاتا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے جمہوریت کی تعریف کچھ اس طرح کی:

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام　　　چہرہ روشن، اندروں چنگیز سے تاریک تر

عصر حاضر میں دنیا بھر کے ایک سو ترانوے (۱۹۳) ممالک اقوام متحدہ کے رکن ہیں۔ جن میں سے 126 ممالک جمہوری ممالک ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ عام طور پر کسی بھی ملک کے نام سے یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہاں کس قسم کا نظام حکومت قائم ہے۔ جیسا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام سے علم ہوتا ہے کہ یہاں اسلامی جمہوریت ہے۔

سیکولرزم

سیکرلرزم لاطینی زبان کا لفظ ہے، اردو میں اس کے معانی لادینیت کے کیے جاتے ہیں۔ سیکولرزم سے مراد لیا جاتا ہے کہ مذہب اور ریاست کے امور علیحدہ ہوں گے اور ریاستی امور کے فیصلے کسی بھی مذہب کی رو سے نہ ہوں۔ جدید تہذیب نے ریاستی اور سیاسی امور کے لئے مذہب سے پیچھا چھڑالیا اور لادینیت کو اپنایا۔ یورپ کے زیادہ تر ممالک، روس، چین، کوریا اور یورپ کے زیادہ تر ممالک سیکولرزم کے پیروکار ہیں۔ علامہ اقبالؒ کے ایک شعر میں سیکولرز کے حوالہ سے دین اسلام کا نقطہ نظر پیش کیا گیا ہے۔

جلال بادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو　　　جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

بادشاہت و آمریت

عصر حاضر میں دنیا کے چوالیس ممالک میں بادشاہت قائم ہے۔ دنیا میں اس وقت دو اقسام کی بادشاہت ہیں۔ ایک علامتی بادشاہت اور دوسری حقیقی بادشاہت۔ علامتی بادشاہت سے مراد یہ ہے کہ دراصل وہ ملک جمہوری ہے لیکن وہاں علامتی طور پر بادشاہت بھی قائم ہے، جس کی بڑی مثال برطانیہ کی حکومت ہے۔ عصر حاضر میں عرب ممالک میں حقیقی بادشاہت قائم ہے جہاں ایک بادشاہ کا تجویز کردہ ولی عہد ہی ریاست کا بادشاہ بنتا ہے اور تمام تر اختیار اسے اور شاہی خاندان کو حاصل ہوتے ہیں۔ آمریت بھی بادشاہت سے قریب ترین ہے جہاں حکومت کرنے کے تمام اختیارات ایک فرد واحد کو مل جاتے ہیں۔ دنیا میں جتنی بھی فوجی حکومتیں آتی ہیں وہ آمریت کے زمرے میں ہیں۔

عصر حاضر کے اسلامی جمہوری نظام

عصر حاضر میں دنیا کے چار ممالک ایسے ہیں جو اسلامی جمہوریہ ہونے کے دعویدار ہیں۔ ۱۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان ۲۔ اسلامی جمہوریہ ایران ۳۔ اسلامی جمہوریہ افغانستان ۴۔ اسلامی جمہوریہ موریطانیہ

ان ممالک کے حکمران خواہ جمہوری طرز سے ہی بنیں لیکن وہ حکومت کے تمام تر اختیارات کے مالک نہیں ہوتے بلکہ اصل حاکمیت اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے نیز ان ممالک میں کوئی ایسا قانون نہیں بن سکتا جو قرآن وسنت کے منافی ہو۔ یہ نظام نظریاتی طور پر خلافت راشدہ کے شورائی نظام سے قریب ہے۔

قرآن میں مذکور مسلم وغیر مسلم حکمرانوں اور عصر حاضر کی حکومتوں کا تقابل

اگر عصر حاضر کے حکمرانوں اور قرآن میں مذکور مسلم حکمرانوں کا جائزہ لیا جائے تو پاکستان، افغانستان اور ایران ایسے ممالک ہیں جو قرآن میں مذکور اسلامی حکومتوں جیسی حکومتوں کے دعوے دار ہیں لیکن عملی طور اگر زمینی حقائق دیکھے جائیں ایسا نظر نہیں آتا۔ صرف پاکستان کی بات کی جائے تو مملکت خداداد میں جہالت، کرپشن، اقرباء پروری، رشوت ستانی، عدل و انصاف کی بے توقیری اور اس جیسے گھمبیر مسائل ہی ملتے ہیں۔ اگرچہ کہ آئین پاکستان اسلامی ہے لیکن اس آئین پر عمل کرنے والے عوام کی اکثریت اور آئین کے مطابق قوانین بنانے والے اور اور قوانین پر عمل کرانے والے خواص ہرگز مخلص نہیں ہیں۔ تاحال سودی نظام معیشت جس کی دین اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے، موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں کہیں بھی اس جیسے حکمران نظر نہیں آتے جو قرآن کریم میں مذکور مسلم حکمرانوں کے قریب تر ہوں۔

قرآن کریم میں مذکور غیر مسلم و مطلق العنان حکمران ایسے تھے جو اپنے احکامات کو حرف آخر سمجھتے تھے۔ جیسا کہ سابقہ ابواب میں مذکور ہے کہ فرعون اور نمرود تو خدائی دعوے دار تھے۔ عصر حاضر میں اگرچہ کہ اس طرح کی آمریت کھلے عام تو نہیں ہے اور نہ ہی حکمرانوں کے خدائی دعوے نظر آتے ہیں، کیونکہ دنیا بھر کے عوام الناس آمریت کے خلاف ہیں لیکن حقیقت میں دوسری جنگ عظیم کے بعد اقوام متحدہ کی تشکیل سے تاحال پانچ طاقتور ملک پوری دنیا میں آمر کا کردار ادا کر رہے ہیں جو اتنے زیادہ طاقتور ہیں کہ ایک سو ترانوے (۱۹۳) ممالک پر مشتمل اقوام متحدہ میں ویٹو کا حق استعمال کر کے سال ہا سال اور کئی دہائیوں تک ظلم و جبر اور آمریت کو آئینی تحفظ دلا سکتے ہیں۔

دنیا میں سب سے بڑا جمہوری ملک ہونے کا دعویدار ملک ہندوستان میں کشمیر اور پورے ہندوستان میں مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں سے جو ظلم و ستم ہو رہا ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ اسی طرح امریکہ اور یورپ کے ممالک اسرائیل کی پشت پناہی کر کے عرب ممالک پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہی ہیں۔ عرب ممالک میں مسلمان ممالک کا ایک بڑا ہمدرد بن کر ابھرنے والا ملک روس، چیچنیا میں مسلمانوں کی تحریک آزادی کو جس طرح سے ۱۹۹۲ سے کچلنے میں مصروف عمل ہے وہ سب کے سامنے ہے اگر سابقہ دور کے مطلق العنان بادشاہوں کا تقابل عصر حاضر کے حکمرانوں سے کیا جائے تو ظلم و بربریت، زمین کی تباہی و بربادی اور دنیا بھر کی عوام الناس کو اپنی کالونی اور غلامی میں مبتلا کرنے کے حوالہ سے عصر حاضر کے حکمران سابقہ دور کے مطلق العنان حکمرانوں سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ ہیروشیما، ناگاساکی اور تورا بورا کی تباہی و بربادی جیسی مثالیں قدیم دور میں نہیں ملتیں۔ ایٹم بم کی تباہ کاریوں اور تجربوں سے دنیا بھر کے اربوں انسان متاثر ہو رہے ہیں۔ دنیا کا درجہ حرارت بڑھ چکا ہے، دنیا تباہی کے دہانے پر ہے اور ایسی مثالیں قدیم دور میں نہیں ملتیں۔ ڈیٹا سائنس اور آرٹی فیشل انٹیلی جنس کے ذریعہ پوری دنیا پر قبضہ، اپنی مرضی

سے کہیں بھی قدرتی آفات کی سی شکل میں تباہی و بربادی پھیلانے کی ٹیکنالوجیز کا حصول اور اس طرح کے دیگر اقدامات سے بھی دنیا کی تباہی و بربادی کا سامان کیا جارہا ہے۔ پوری دنیا کے میڈیا پر قبضہ کرنے اور میڈیا کے ذیعہ دنیا بھر کے انسانوں کو مختلف قسم کے احتیاج میں مبتلا کرنے، جھوٹ کر سچ بنانے جیسی مثالیں اور حکومتوں کی حد سے بڑھی ہوئی عیاری و مکاری بھی ماضی میں ناپید تھیں۔ سرد جنگوں کے ذریعہ دشمن کی زراعت، صنعت، تہذہب و تمدن اور معیشت کو تباہ وبرباد کر دینا، پولیٹیکل وار فیئر، پراکسی وار اور ففتھ جنریشن وار فیئر جیسی مثالیں بھی ماضی میں شاذو نادر ہی ملتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت دنیا لاکھوں ایٹم بموں، ہائیڈروجن بموں اور نیوٹران بموں کے ڈھیر پر موجود ہے اور یہ سب عصر حاضر کے حکمرانوں کی مرہون منت ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ عصر حاضر میں قرآن کریم میں مذکور مسلم حکمرانوں بالخصوص رسول اللہ ﷺ کے طرز حکمرانی کو اپنایا جائے کہ جس کی بدولت دنیا امن وسلامتی اور عدل وانصاف سے بھر گئی تھی، ہر ایک کو مذہبی آزادی حاصل تھی، خلیفہ وقت، افسران بالا اور مزدور کی تنخواہ برابر تھی، خواتین کو مردوں سے زیادہ حقوق حاصل تھے اور مملکت میں ایسی خوشحالی تھی کہ زکواۃ لینے والے نہیں ملتے تھے۔

خلاصۃ البحث

زیر نظر مقالہ "قرآن کریم میں مذکور خلفاء، ملوک، الملاء اور اولی الامر کا عہد حاضر کی حکومتوں سے تقابلی مطالعہ" میں اس بات کا جائزہ لیا گیا ہے کہ عصر حاضر کی حکومتوں اور قرآن کریم میں مذکور سابقہ ادوار کی حکومتوں اور حکمرانوں کی سوچ وطرز حکمرانی میں کیا فرق ہے۔ تمام حکمران، بادشاہ اور مختلف قبائل کے سردار ایک جیسے نہیں ہوتے، ان میں اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی ہوتے ہیں۔ بادشاہت یا سرداری جب اچھے لوگوں کے پاس ہوتی ہے تو تعمیر واصلاح فی الارض کا ذریعہ بنتی ہے اور جب بروں کے ہاتھوں میں ہوتی ہے تو تباہی و بربادی اور فساد فی الارض کا سبب بنتی ہے۔

قرآن کریم میں بادشاہوں، حکمرانوں اور سرداروں کے لئے خلیفہ، ملک، الملاء اور اولی الامر کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ قرآن کریم کے مطابق حقیقی حکمرانی تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاس ہی ہے، وہ جسے چاہے بادشاہت یا حکمرانی عطا کر سکتا ہے اور اچھے حکمران اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اختیار حکمرانی کو بطور امانت استعمال کرتے ہیں۔ خلافت، نیابت یا اچھی بادشاہت کے متضاد یا مخالف مطلق العنان بادشاہت یا ڈکٹیٹر شپ ہے۔ اسلام میں مطلق العنان بادشاہت کی مذمت کی گئی ہے۔ اس طرح کی حکمرانی میں حکمران یا بادشاہ کسی ضابطے یا قاعدے کا پابند نہیں ہوتا، نہ تو وہ اللہ تعالیٰ کی نیابت وخلافت کو قائم

کرنے کا دعویٰ دار ہوتا ہے اور نہ ہی وہ قانون و انصاف کے ضابطوں کا پابند ہوتا ہے۔ قدیم دور کے فرعون و نمرود اور بیسویں صدی کے ہٹلر و مسولینی اس کی مثالیں ہیں۔

قرآن کریم میں جن اچھے حکمرانوں، خلفاء یا بادشاہوں کا تذکرہ آیا، ان کی تفصیل اس طرح ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا بطور اللہ کا خلیفہ تذکرہ، حضرت یعقوب و حضرت یوسف علیہما السلام کے دور کے ایک اچھے حکمران کا تذکرہ، جس نے اپنی رعایا کے عظیم تر مفاد میں حضرت یوسف علیہ السلام کو اہم ذمہ داری سونپی، حضرت یوسف علیہ السلام کا بطور بادشاہ تذکرہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا بطور بنی اسرائیل کے اولی الامر تذکرہ، حضرت طالوت کا بطور بادشاہ تذکرہ، حضرت داؤد علیہ السلام کا بطور، خلیفہ الارض اور بادشاہ کے تذکرہ، حضرت سلیمان علیہ السلام کا بطور طاقتور بادشاہ اور جن وانس، دیگر مخلوقات اور ہواؤں پر حکمرانی کا تذکرہ، اسلام قبول کرلینے والی حکمران ملکہ سباء کا تذکرہ، حضرت ذوالقرنین کا بطور بادشاہ تذکرہ، رسول اللہ ﷺ کا مکہ اور مدینہ میں بطور اولی الامر تذکرہ اور مسلمانوں کے لئے آپ ﷺ کی اطاعت کا حکم موجود ہے۔

قرآن کریم میں جن غیر مسلم اور مطلق العنان بادشاہوں، حکمرانوں اور سرداروں کا تذکرہ موجود ہے ان کی تفصیل اس طرح ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے دور کے "خودسر" سرداروں کا تذکرہ، قوم عاد یا ارم کے سرداروں کا تذکرہ، قوم ثمود یا اصحاب الحجر کے سرداروں کا تذکرہ، خدائی دعویٰ کرنے والے نمرود کا تذکرہ، اصحاب الایکہ یا اصحاب المدین کے سرداروں کا تذکرہ، فرعون رعمیسس دوم، اسکے بیٹے فرعون منفتاح اور وزراء ہامان و قارون کا تذکرہ، حضرت موسیٰ و حضرت خضر علیہما السلام کے واقعے میں ایک ظالم بادشاہ کا تذکرہ، کافر بادشاہ جالوت کا تذکرہ، اصحاب کہف کے ادوار کے ایک ظالم بادشاہ کا تذکرہ، اصحاب الاخدود کے ظالم حکمران کا تذکرہ، اصحاب الفیل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

قرآن میں مذکور مسلم اور غیر مسلم بادشاہوں، حکمرانوں اور سرداروں کے تذکرے کے بعد عصر حاضر کے نظام ہائے حکومت کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ جن میں مندرجہ ذیل نظام ہائے حکومت شامل ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام، اشتراکیت و اشتمالیت یا سوشلزم، کمیونزم، مارکسزم، جمہوریت یا ڈیموکریسی، سیکولرزم، عصر حاضر کے اسلامی جمہوری نظام اور آخر میں قدیم دور کے مسلم و غیر مسلم اور موجودہ نظام ہائے حکومت کے مابین تقابل کیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں یہ بات سامنے آئی کہ عصر حاضر کے حکمران اور نظام ہائے حکومت بھی سابقہ ادوار کے حکمرانوں سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہیں۔

جب بھی اچھے حکمران آتے ہیں اور عدل وانصاف کا نظام قائم ہوتا ہے تو عوام میں خوشحالی آتی ہے اور جب ظلم وجبر کا نظام قائم ہوتا ہے تو زمین پر فساد برپا ہو جاتا ہے۔ اگر سابقہ دور کے مطلق العنان بادشاہوں کا تقابل عصر حاضر کے حکمرانوں سے کیا جائے تو ظلم وبربریت، زمین کی تباہی وبربادی اور دنیا بھر کی عوام الناس کو اپنی کالونی اور غلامی میں مبتلا کرنے کے حوالہ سے عصر حاضر کے حکمران سابقہ دور کے مطلق العنان حکمرانوں سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ ہیروشیما، ناگاساکی اور تورابورا کی تباہی وبربادی جیسی مثالیں قدیم دور میں نہیں ملتیں۔ ایٹم بم کی تباہ کاریوں اور تجربوں سے دنیا بھر کے اربوں انسان متاثر ہو رہے ہیں۔ دنیا کا درجہ حرارت بڑھ چکا ہے، دنیا تباہی کے دہانے پر ہے اور ایسی مثالیں قدیم دور میں نہیں ملتیں۔ ڈیٹا سائنس اور آرٹی فیشل انٹیلی جنس کے ذریعہ پوری دنیا پر قبضہ، اپنی مرضی سے کہیں بھی قدرتی آفات کی سی شکل میں تباہی وبربادی پھیلانے کی ٹیکنالوجیز کا حصول اور اس طرح کے دیگر اقدامات سے بھی دنیا کی تباہی وبربادی کا سامان کیا جا رہا ہے۔ پوری دنیا کے میڈیا پر قبضہ کرنے اور میڈیا کے ذیعہ دنیا بھر کے انسانوں کو مختلف قسم کے احتیاج میں مبتلا کرنے، جھوٹ کر سچ بنانے جیسی مثالیں اور حکومتوں کی حد سے بڑھی ہوئی عیاری ومکاری بھی ماضی میں ناپید تھیں۔ سرد جنگوں کے ذریعہ دشمن کی زراعت، صنعت، تہذیب وتمدن اور معیشت کو تباہ وبرباد کر دینا، پولیٹیکل وار فیئر، پراکسی وار اور ففتھ جنریشن وار فیئر جیسی مثالیں بھی ماضی میں شاذونادر ہی ملتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت دنیا لاکھوں ایٹم بموں، ہائیڈروجن بموں اور نیوٹران بموں کے ڈھیر پر موجود ہے اور یہ سب عصر حاضر کے حکمرانوں کی مرہون منت ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ عصر حاضر میں قرآن کریم میں مذکور مسلم حکمرانوں بالخصوص رسول اللہ ﷺ کے طرز حکمرانی کو اپنایا جائے کہ جس کی بدولت دنیا امن وسلامتی اور عدل وانصاف سے بھر گئی تھی، ہر ایک کو مذہبی آزادی حاصل تھی، خلیفہ وقت، افسران بالا اور مزدور کی تنخواہ برابر تھی، خواتین کو مردوں سے زیادہ حقوق حاصل تھے اور مملکت میں ایسی خوشحالی تھی کہ زکواۃ لینے والے نہیں ملتے تھے۔

نتائج

زیر نظر مقالہ "قرآن کریم میں مذکور خلفاء، ملوک، الملاء اور اولی الامر کا عہد حاضر کی حکومتوں سے تقابلی مطالعہ" سے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں۔

قرآن کریم میں بادشاہوں، حکمرانوں اور سرداروں کے لئے خلیفہ، ملک، الملاء اور اولی الامر کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

قرآن کریم کے مطابق حقیقی حکمرانی تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاس ہی ہے، وہ جسے چاہے بادشاہت یا حکمرانی عطا کر سکتا ہے اور اچھے حکمران اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اختیار حکمرانی کو بطور امانت استعمال کرتے ہیں۔ خلافت، نیابت یا اچھی بادشاہت کے متضاد یا مخالف مطلق العنان بادشاہت یا ڈکٹیٹر شپ ہے۔ اسلام میں مطلق العنان بادشاہت کی مذمت کی گئی ہے۔ اس طرح کی حکمرانی میں حکمران یا بادشاہ کسی ضابطے یا قاعدے کا پابند نہیں ہوتا، نہ تو وہ اللہ تعالیٰ کی نیابت و خلافت کو قائم کرنے کا دعویٰ دار ہوتا ہے اور نہ ہی وہ قانون و انصاف کے ضابطوں کا پابند ہوتا ہے۔ قدیم دور کے فرعون و نمرود اور بیسویں صدی کے ہٹلر و مسولینی اس کی مثالیں ہیں۔

جب بھی اچھے حکمران آتے ہیں اور عدل و انصاف کا نظام قائم ہوتا ہے تو عوام میں خوشحالی آتی ہے اور جب ظلم و جبر کا نظام قائم ہوتا ہے تو زمین پر فساد برپا ہو جاتا ہے۔

اگر سابقہ دور کے مطلق العنان بادشاہوں کا تقابل عصر حاضر کے حکمرانوں سے کیا جائے تو ظلم و بربریت، زمین کی تباہی و بربادی اور دنیا بھر کی عوام الناس کو اپنی کالونی اور غلامی میں مبتلا کرنے کے حوالہ سے عصر حاضر کے حکمران سابقہ دور کے مطلق العنان حکمرانوں سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ ہیروشیما، ناگاساکی اور تورابورا کی تباہی و بربادی جیسی مثالیں قدیم دور میں نہیں ملتیں۔ ایٹم بم کی تباہ کاریوں اور تجربوں سے دنیا بھر کے اربوں انسان متاثر ہو رہے ہیں۔ دنیا کا درجہ حرارت بڑھ چکا ہے، دنیا تباہی کے دہانے پر ہے اور ایسی مثالیں قدیم دور میں نہیں ملتیں۔ ڈیٹا سائنس اور آرٹی فیشل انٹیلی جنس کے ذریعہ پوری دنیا پر قبضہ، اپنی مرضی سے کہیں بھی قدرتی آفات کی سی شکل میں تباہی و بربادی پھیلانے کی ٹیکنالوجیز کا حصول اور اس طرح کے دیگر اقدامات سے بھی دنیا کی تباہی و بربادی کا سامان کیا جا رہا ہے۔ پوری دنیا کے میڈیا پر قبضہ کرنے اور میڈیا کے ذیعہ دنیا بھر کے انسانوں کو مختلف قسم کے احتیاج میں مبتلا کرنے، جھوٹ کر سچ بنانے جیسی مثالیں اور حکومتوں کی حد سے بڑھی ہوئی عیاری و مکاری بھی ماضی میں ناپید تھیں۔ سرد جنگوں کے ذریعہ دشمن کی زراعت، صنعت، تہذیب و تمدن اور معیشت کو تباہ و برباد کر دینا، پولیٹیکل وار فیئر، پراکسی وار اور ففتھ جنریشن وار فیئر جیسی مثالیں بھی ماضی میں شاذ و نادر ہی ملتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت دنیا لاکھوں ایٹم بموں، ہائیڈروجن بموں اور نیوٹران بموں کے ڈھیر پر موجود ہے اور یہ سب عصر حاضر کے حکمرانوں کی مرہون منت ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ عصر حاضر میں قرآن کریم میں مذکور مسلم حکمرانوں بالخصوص رسول اللہ ﷺ کے طرز حکمرانی کو اپنایا جائے کہ جس کی بدولت دنیا امن و سلامتی اور عدل و انصاف سے بھر گئی تھی، ہر ایک کو مذہبی آزادی حاصل تھی، خلیفہ وقت،

افسران بالا اور مزدور کی تنخواہ برابر تھی، خواتین کو مردوں سے زیادہ حقوق حاصل تھے اور مملکت میں ایسی خوشحالی تھی کہ زکواۃ لینے والے نہیں ملتے تھے۔

تجاویز وسفارشات

عصر حاضر کے نظام ہائے حکومت اور زیادہ سے زیادہ ممالک پر اثر انداز ہونے کی حرص میں دنیا اس وقت تباہی کے کنارے پہنچ چکی ہے۔ ایسے میں قرآن کریم میں مذکور اچھی حکمرانی کی صفات کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔

اس وقت دنیا کو قرآن میں مذکور نظریہ حکمرانی و خلافت کو عام کرنے کی ضرورت ہے کہ حقیقی حکمران اللہ تبارک و تعالیٰ ہے اور انسان خلافت یا حکمرانی کا حق بطور امانت استعمال کرتا ہے۔

عصر حاضر میں جبکہ دنیا پر حکمرانی کرنے کے خواہش مند ممالک "فتح جنگ کے بغیر" کے نظریے پر عمل پیرا ہیں اور اس ضمن میں سائیکالوجیکل وار، پراکسی وار، پولیٹیکل وار، رجیم چینج آپریشنز اور ففتھ جنریشن وار جیسے ہتھیاروں سے کام لیتے ہیں۔ دنیا میں یہ باور کرانے کی ضرورت ہے کہ اصل حکمرانی: دلوں پر حکومت کرنا ہے۔

دنیا میں قیام امن اور حقیقی بادشاہ اللہ تعالیٰ کی حکمرانی کے قیام کے لئے قرآن میں مذکور مسلم حکمرانوں کی سیرت و کردار کو عام کرنے کی ضرورت ہے، خاص طور پر رسول اللہ ﷺ کی طرز حکمرانی کو عام کرنے کی ضرورت ہے کہ کس طرح آپ کے اقدامات کی بدولت دنیا امن و سلامتی اور عدل و انصاف سے بھر گئی تھی، ہر ایک کو مذہبی آزادی حاصل تھی، خلیفہ وقت، افسران بالا اور مزدور کی تنخواہ برابر تھی، خواتین کو مردوں سے زیادہ حقوق حاصل تھے اور مملکت میں ایسی خوشحالی تھی کہ زکواۃ لینے والے نہیں ملتے تھے۔

اس ضمن میں نہ صرف پرنٹ میڈیا، ڈیجیٹل میڈیا اور سوشل میڈیا پر ان تعلیمات کو عام کرنے کی ضرورت ہے بلکہ ترقی یافتہ ممالک میں اس موضوع پر سیمینارز اور کانفرنسز کرنے کی بھی اشد ضرورت ہے تاکہ مذہب کو سیاست سے دور رکھنے کا نظریہ رکھنے والے لوگ جان سکیں کہ مذہب کو سیاست سے الگ کر دینے کے نتیجہ میں ہی ڈکٹیٹر شپ اور ظلم و جبر جنم لیتا ہے۔